

معیشت کے معاملات میں بھی اسلام کا نظام دنیا کے ہر نظام معیشت سے خواہ وہ سرمایہ داری ہو یا اشتراکیت اور اشتعالیت بالکل الگ ہے۔

ایک اسلامی مملکت کا معاشی نظام

مجلس علماء جمعیتہ العلماء اسلام کا زیر غور خاکہ
ہر طبقہ فکر کے علماء کے غور و خوض کیلئے

☆

جمعیتہ العلماء اسلام اور ملک کے دیگر حساس علماء حق کو شدت سے یہ احساس ہے کہ ملک کو موجودہ درپیش معاشی مسائل پر کتاب و سنت اور فقہاء امت کے فیصلوں کی روشنی میں خالص اسلامی نقطہ نظر واضح انداز میں پیش کر دیا جائے۔ فردوسی کے پہلے ہفتہ میں ڈھاکہ میں جمعیتہ العلماء اسلام کی مجلس عمومی کا اجلاس ہوا (جس میں راقم الحروف کو بھی شرکت کا موقع ملا) اس موقع پر اکابر علماء نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے فقہ اسلامی اور کتاب و سنت پر عبور رکھنے والے جید علماء کی ایک کمیٹی کو اس کام پر مامور کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قائد جمعیتہ العلماء اسلام کی سرکردگی میں اس کمیٹی نے پچھلے دنوں کراچی میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کے نامزد کردہ جید اور ماہر علماء نے ان حضرات کی نگرانی میں معاشی مسائل پر طویل غور و خوض کر کے دو ہفتوں کے بحث و مباحثہ اور تتبع کے بعد ایک خاکہ تیار کیا جو ذیل میں ملک کے مختلف طبقہ فکر کے علماء کے سامنے بغرض استصواب پیش کیا جا رہا ہے۔ جمعیتہ العلماء اسلام ملک کے ممتاز علماء کا ایک اجلاس بلا کر یہ خاکہ اس کے سامنے بھی رکھنا چاہتی ہے۔ جیسا کہ زیر نظر مضمون میں واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ یہ سارا کام غیر سیاسی اور اعلیٰ دینی و علمی سطح پر کرایا جا رہا ہے۔ کسی بھی خاص جماعت کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہوگا۔ اس لئے ہم تمام علماء اور ارباب فکر سے اپیل کرتے ہیں کہ خالص علمی اور دینی جذبہ سے بلا کسی لحاظ تعصب و تحریب کے اس خاکہ پر اپنے گرانقدر آراء سے مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی وساطت سے مجلس علماء کو استفادہ

کا رقعہ بخشیں۔ الحق کے صفحات بھی اس موضوع پر علمی بحث و مباحثہ کے لئے حاضر ہیں۔ پیش نظر مضمون ایک ابتدائی اور مجمل خاکہ ہے۔ ہر طبقہ کے علماء سے استصواب کے بعد اسے مفصل کتاب کی صورت دیکر اسلامی معاشی نظام کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

سمیع الحق

تہید | یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ وہ عقائد، عبادات، سیاست، معیشت، معاشرت، اخلاق غرض زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اپنے مستقل اصول و فروع رکھتا ہے۔ جو دنیا کے ہر مذہب و ملت اور نظام زندگی سے ممتاز اور فائق ہیں۔ لہذا وہ کسی بھی مرحلے پر اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ اس کا کسی دوسرے مذہب یا نظام زندگی کے ساتھ لفظی یا معنوی القیاس اور تشبیہ پیدا کیا جائے۔ چنانچہ معیشت کے معاملات میں بھی اسلام کا نظام دنیا کے ہر نظام معیشت سے خواہ وہ سرمایہ داری ہو یا اشتراکیت اور اشتمالیت بالکل الگ ہے۔ لہذا اس مجلس کے نزدیک یہ بات قابل تحقیق نہیں ہے کہ سرمایہ داری یا سوشلزم اسلام کے مطابق ہے یا نہیں بلکہ یہ بات مجلس کے نزدیک طے شدہ ہے کہ اسلام ان دونوں کا مخالف ہے۔ اگر کسی فرعی مسئلہ میں کوئی اتفاقی اتحاد ہو جائے تو اسکی وجہ سے اس نظام کو اسلام کے مطابق کہا جاسکتا ہے اور نہ اس معمولی یا جزوی ترمیم کے ذریعہ اسے (اسلامی) کہا جاسکتا ہے۔

اس کی بجائے زیر تحقیق یہ امر ہے کہ موجودہ دور میں انسان کیلئے جو معاشی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں ان کا حل اسلامی نظام کی روشنی میں کیا ہے اور وہ سرمایہ داری اور اشتراکیت سے کس طرح ممتاز ہے۔ اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل باتیں اصولی طور پر پیش نظر رکھی جائیں گی۔

اصول موضوع اور طریقہ کار | ۱۔ اسلام کا معاشی نظام جیسا وہ ہے جدید ترتیب اور تدوین کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

۲۔ اس ترتیب و تدوین میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے گا کہ اس کو نافذ کرنے کی وہ عملی صورتیں بھی پیش کی جائیں جن میں موجودہ معاشی مشکلات کا صحیح اور قابل عمل حل بھی ہو اور ان کی وجہ سے اسلام کے احکام میں ذرہ بھر تحریف و ترمیم بھی نہ ہو اور کسی دوسرے معاشی نظریہ کا اثر قبول کیا جائے۔

۳۔ اس بات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ ملک کی ذمہ فیصد آبادی فقر و افلاس اور دوسری معاشی مشکلات کا شکار ہے اور ان مشکلات کو حل کرنا ضروری ہے۔ لہذا ان کے حل

کے لئے مذہب حنفی کو متن قرار دیتے ہوئے تمام مذاہب اربعہ کا مطالعہ کیا جائے گا۔ اور ضرورت کے مواقع پر جس مذہب میں بھی حل میسر آئے گا، اس کو اختیار کیا جائے گا۔ لیکن

۴۔ مذاہب اربعہ سے خروج ہرگز نہ کیا جائے گا۔

۵۔ یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ یہ مجلس کسی مسئلہ کا جو حل پیش کرے گی، وہ اس صورت میں قابل عمل اور لائق افتاء سمجھا جائے گا، جبکہ صحیح اسلامی حکومت قائم ہو جس کے تمام قوانین و احکام اسلامی شریعت کے مطابق ہوں۔

۶۔ اس موضوع پر ایک کتاب مرتب کی جائے گی جس کے شروع میں ایک بسیدہ مقدمہ ہوگا جس میں اسلام کے قرون اولیٰ کی معاشی زندگی کو پیش کیا جائے گا، اور باقی کتاب موجودہ فن معاشیات کی ترتیب پر مرتب کی جائے گی۔

۷۔ یہ سارا کام اعلیٰ دینی سطح پر ہوگا اس کا کسی بھی جماعت سے کوئی تعلق نہ ہوگا نہ اسے کسی جماعت کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

۸۔ اس کام کی تکمیل کے بعد اسے ہر فرقہ کے علماء کے سامنے پیش کر دیا جائے گا، اور اس کے بعد اسے اسلامی معاشی نظام کے طور پر شائع کیا جائے گا۔

ارضی کے مسائل | ۱۔ اگر اسلامی حکومت کسی شخص کو موات زمین احیاء کیئے دے اور وہ خود اپنی محنت سے یا اپنے اجیر خاص کے ذریعہ اس کا احیاء کرے تو وہ خود اس کا مالک ہو جائے گا۔ (کائنات من احیی ارضاً میتاً فھی لہ)

۲۔ جومات زمینیں سابق حکومتوں نے لوگوں کو دی ہیں اور وہ اب تک آباد نہیں کی گئیں اگر دینے کے وقت سے تین سال نہیں گزرے ہیں، تو تین سال کی مدت کے ختم ہونے تک ان کے آباد کرنے کا انتظار کیا جائے گا، اور اگر زمین لینے کی تاریخ سے تین سال گزر گئے ہیں، تو ان سے واپس لیکر ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جس کے پاس زمینیں نہیں ہیں۔ (لمافی الدار المختار ومن حجر ارضاً ثم اعملها ثلاث سنین دفعت الی غیرہ و قبلها هو احق بھا وان لم یملکھا الخ۔ (شامی ص ۲۷۸ ج ۵)

۳۔ ایسی اسلامی حکومت جس میں اسلامی نظام حکومت دیا نثار افراد کے ہاتھ میں ہو اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ارضی موات حکومت پاکستان یا انگریزی حکومت نے کسی کو بھی دین مگر لینے والے نے ان کا احیاء نہ خود کیا اور نہ مزدوروں اور ملازمین سے کرایا بلکہ عقد مزارعت کے طور پر

مزارعین کو احیاء کیلئے دیدیں اور مزارعین ہی نے ان کا احیاء کیا ایسی تمام اراضی کو احیاء کرنے والے مزارعین کی ملکیت قرار دیدے اور جو مزارعین وفات پا چکے ان کے ورثاء کو مالک قرار دیدے (لان المعطى له لم يملك الارض بمجرد التحجير فلم تنعقد المزارعة وصار المزارع هو المالك لانه هو الذى احبى الارض واما اذن الامام فليشء بشرط عند صاحبيه و اما عند ابى حنيفة فلا ذن الا حق يقوم مقام السابق فاذا اجازته الحكومة ذلك وقع الملك للمزارع بالتفاهم۔)

۴۔ جو اراضی موات احیاء سے پہلے کسی کو مدت معلومہ کیلئے کرایہ پر دی گئیں تاکہ کرایہ پر لینے والا زمین کا احیاء بھی کرے اور کاشت بھی اور سالانہ کرایہ آ کر کو ادا کرے، ایسی زمین کو جب کرایہ دار قابل کاشت بنائے گا تو وہ خود مالک ہو جائے گا، اور کسی قسم کا کرایہ اس پر واجب نہیں ہوگا، بلکہ جو رقم آ کر نے وصول کر لی ہوگی وہ واپس کرنا ہوگی۔ (لما ذكرنا ان المأذون له لا يملك الارض قبله الاحياء فلم تنعقد الاجارة لعدم الملك وصارته الارض لمن احياها۔)

۵۔ اگر موات زمینیں آباد کرنے کیلئے کسی سے یہ معاملہ کیا کہ وہ اس زمین کا احیاء کرے اور ابیر مشترک کے طور پر اس ٹھیکہ کی اجرت بھی مقرر کر دی تو یہ احیاء اجیر کی طرف سے سمجھا جائے گا۔ اور اسی کو زمین کا مالک قرار دیا جائے گا۔ اور اس نے آ کر سے جو معاوضہ لیا ہوگا وہ واپس کر دیا جائے گا۔ (لما في الدر المختار استاجرة لبيصيد له او يحتطب له فان وقت لذلك وقت جاز والا لا۔ ولو لم يوقت وعين الحطب منه۔ وفي در المختار۔ قوله جاز لانه اجير

محد شرطه۔ بيان الوقت قوله والا اى الصيد والحطب للعامل۔ (شامی ص ۵۹ ج ۵)

۶۔ اگر کسی مسلمان حکومت نے کسی مسلمان یا ذمی کی آباد زمین کو غصب کیا اور کسی کو بطور جاگیر دیدیا تو زمینیں ان کے مالکوں کو واپس کی جائیں گی۔ (لانه غصب ولا استيلاء لمسلم على مسلم)۔

۷۔ انگریزی حکومت نے جو مملوک اور آباد جاگیریں سیاسی رشوت یا ملک و ملت سے غزادی کے صلہ میں مسلمانوں کو دی ہیں ان کی تین صورتیں ہیں۔

الف۔ اگر وہ مسلمانوں کی آباد زمینیں چھین لی گئی ہوں تو اسلامی حکومت ان جاگیرداروں سے لیکر سابقہ مالکان کو یا اگر ان کے ورثاء معلوم ہوں تو ان کے ورثاء کو دیدے گی۔ اگر مالک یا اس کے ورثاء معلوم نہ ہوں تو حکومت ان کو اپنی تحویل میں لیکر پاکستان کے

بے زمین لوگوں پر تقسیم کرے گی۔

بے۔ اگر وہ آباد زمینیں غیر مسلموں کی ہتھیں اور ان سے چھین کر جاگیرداروں کو رشوت یا غداروں کے صلہ میں دی گئیں، تو اب ان کو جاگیرداروں سے واپس لیکر بطور مال فیئ زمین سے محروم لوگوں کو دیدی جائیں گی۔

ج۔ اگر وہ زمینیں بنجر (موات) ہتھیں تو احیاء موات کے احکام جاری ہوں گے جو اوپر گزر چکے ہیں۔

۸۔ اسلامی حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پیداوار کے نصف سے زائد مثلاً دو تہائی مزارع کا حصہ کر دے۔

۹۔ ٹھیکہ (اجارہ) کی صورت میں بھی ٹھیکہ کی رقم کیلئے ایسی حد کی تعیین کر دے جس سے ٹھیکہ دار کی محنت کا مناسب صلہ اسے مل جائے۔

۱۰۔ عقد مزارعت ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ عقد فاسد ہے صاحبین مزارعت کو عقد صحیح قرار دیتے ہیں۔ جمہور امت کا تعامل بھی یہی ہے لیکن ایک صحیح اسلامی حکومت اگر یہ محسوس کرتی ہے کہ زمیندار اور کاشتکار کا تعلق کسی بھی طرح ایسے صحیح اسلامی طریقہ پر قائم نہیں ہوتا، جو شروط فاسدہ اور زمینداروں کے ظالمانہ طریقہ کار سے آزاد ہو تو وہ ضرورت کیوقت یہ حکم جاری کر سکتی ہے کہ زمینوں کو مزارعت کی بجائے اجارہ ارض کے طریقہ پر کاشت کیا جائے۔

۱۱۔ زمینوں اور کارخانوں کی ملکیت پر کوئی تحدید عائد کی جا سکتی ہے یا نہیں۔؟ یا نزع ملکیت بالعرض کسی مرحلہ پر جائز ہے یا نہیں۔؟ اس مسئلہ پر ابھی غور کیا جا رہا ہے۔؟

۱۲۔ آئندہ احیاء موات کی اجازت صرف ان لوگوں کو دی جائے جن کے پاس زمینیں نہیں ہیں۔ رہن کے مسائل | جس مرہون زمین میں مرہون نے انتفاع بالمرہون کی شرط لگائی ہو یا "المعروف بالشروط" بطور پر اس سے انتفاع کر رہا ہو وہ رہن فاسد ہے، لہذا زمین مرہون کو راہن کی طرف بلا توقف لوٹایا جائے گا۔ اور زمین پر جتنے عرصہ مرہون قابض رہا ہے اس کی اجرت مثل مرہون پر واجب ہوگی اور اجرت مثل کو زر رہن (قرض) میں محسوب کیا جائے گا، اور اگر اس کی مقدار زر رہن سے بڑھ گئی ہے، تو وہ بھی راہن پر لوٹائی جائے گی۔ (لا ذلک لیس پرہین وانما هو اجارۃ فاسدۃ نیجب اجر المثل لما فی رد المختار قال فی التارخانیۃ

ماضیہ - ولو استقرض دراهم وبلغ حماره الى المقرض ليستعمله الى شهرين حتى يوفيه دينه او داره يسكنها فهو بمنزله الاجارة الفاسدة ان استعمله فعليه اجر مثله ولا يكون رهننا - الخ (شامی ص ۴۲۷ ج ۵ -)

۲۔ اگر مرتہن نے زمین مرہون راہن ہی کو مزادعت پر دیدی تو یہ رهن باطل ہو گیا، لہذا ساری پیداوار راہن کی ہوگی، اور پیداوار کا ہر حصہ اس نے مرتہن کو ادا کیا وہ قرض میں محسوب ہوگا، البتہ اگر بیع مرتہن نے دیا ہو تو اتنا ہی بیع یا اگر مرتہن راضی ہو تو اسکی قیمت راہن ادا کریگا۔

تجارت کے مسائل | ۱۔ سود کی تمام اقسام کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے گا، اور بینکوں کا کاروبار شرکت مضاربت کے اصول پر قائم کیا جائے گا، اور قیام پاکستان سے لیکر اب تک بینکوں بمیہ کمپنیوں اور دوسرے نجی سرکاری یا نیم سرکاری تجارتی اداروں نے جتنا سود وصول کیا ہے اسے ضبط کر کے غریبوں پر تقسیم کیا جائیگا۔ ۲۔ قمار اور سٹھ کی جتنی صورتیں رائج ہیں مثلاً بمیہ وغیرہ ان سب کو ممنوع قرار دیا جائے گا، اور ان کے ذریعہ جو آمدنی اب تک ہوئی ہے اسے ضبط کر کے غریبوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ۳۔ تجارت کو آزاد کیا جائیگا، یعنی درآمد و برآمد پر چند افراد کی اجارہ داری کو ختم کیا جائے گا۔ ۴۔ غیر مسلم ممالک کے بینکوں میں پاکستان کے سرمایہ داروں کو سرمایہ جمع کرنا ممنوع قرار دیا جائیگا۔ اور موجودہ جمع شدہ رقم کو کسی نہ کسی طرح ملک میں واپس منتقل کا انتظام کیا جائے گا۔ ۵۔ شراب اور دیگر اشیاء محرمہ اور سامان تعیش کی درآمد بالکل ممنوع قرار دی جائے گی۔ ۶۔ تمام اشیاء صرف میں احتکار (ذخیرہ اندوزی) کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی شخص اس کا ارتکاب کرے تو اشیاء مختکہ کی بیع پر اسکو مجبور کیا جائیگا۔ (آخذ بقول ابی یوسف فی ان الاحتکار فی کل ما اضر للعامة حیسہ - الهدایۃ ص ۴۷۷ ج ۵)

کارخانوں کے مسائل | ۱۔ کارخانوں کے ملازمین کی ایسی اجرتیں اسلامی حکومت مقرر کر سکتی ہے جو ایک طرف ان کی نوعیت کار کے لحاظ سے ان کی محنت کا مناسب صلہ بھی ہوں اور دوسری طرف ان کو معاشی طور پر خود کفیل ہونے اور آگے بڑھنے میں مدد بھی دیں۔

۲۔ کارخانہ داروں کا ایسا اتحاد جس سے مفاد عامہ کو نقصان پہنچتا ہو، مثلاً کارٹیل مرہر اور سنڈیکیٹ وغیرہ کی طرح کی اجارہ داریاں اسلامی حکومت ان کو ممنوع قرار دیگی۔ (لما فی الهدایۃ ولا یجبر القاضی الناس علی قاسم واحد معناه لا یجبرہم علی ان یستاجروا لانه لا جبر علی العقود ولانه لو تعین لتکرم بالزیادۃ علی اجر مثله ولا یترک القسام یشترکون کیلا تسیر الاجرة غالیۃ بتواکلہم وعنده عدم الشریکۃ یتبادل کل منہم الیہ خیفۃ القوت فیخص الاحبر - الهدایۃ ص ۴۱۵ ومثله فی البدائع ص ۱۹ ج ۱ - والعالمگیریہ)